اَحکام وشرائع

حافظ عمران ایوب لاہوری

قربانی کے بعض اہم مسائل

قربانی کی روح

شریعت کے وہ چند مسائل جو ہماری توجہ کسی نہ کسی تاریخی واقعہ کی طرف مبذول کرتے ہیں ان میں سے ایک قربانی بھی ہے۔ ایسے مسائل سے مقصود محض انہیں مقررہ وقت پر کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ان تاریخی واقعات پر گہری نگاہ ڈالتے ہوئے اس جذبہ عبادت اور قربانی کی ناقابل فراموش کنہ وحقیقت کو سمجھ کر اپنانے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے جس کے باعث یہ مسائل ہماری اسلامی روایات میں جزوِلاینفک کی حیثیت اختیار کر گئے۔ جیسا کہ حاجیوں کے لیے صفا مروہ کی سعی کرنا محض ایک دوڑ نہیں ہے بلکہ یہ اس تاریخی واقعہ کی غماز ہے جس میں ایک طرف ننھا سا بچہ شدتِ پیاس کے باعث زمین پر ایڑیاں مارتا نظر آتا ہے اور دوسری طرف حضرت ہَاجِرَ علیہا السلام پانی کی تلاش میں صفا مروہ کی پہاڑیوں کے چکر لگاتی نظر آتی ہیں کہ جنہیں ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی تمام تر محبتیں قربان کر کے مکہ کی بے آب و گیاہ زمین میں تنہا چھوڑ گئے تھے۔ بعینہٖ قربانی کا مسئلہ بھی ہے یعنی عیدِ قربان کے دن جانور ذبح کرنا، کچھ گوشت تقسیم کردینا، کچھ کھالینا اور پھر خود کو شریعت کے ہر حکم سے آزاد تصور کرنا اور قربانی کے مقصد یا غرض وغایت پر سنجیدگی سے غور وفکر نہ کرنا، کسی طور کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ جانور قربان کرنے کے ساتھ ساتھ ابراہیم علیہ السلام کی مثالی اطاعت وفرمانبرداری اور اثر آفریں عقیدت واردات کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ جس کی وجہ سے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنا کم سن خوبصورت بیٹا بھی قربان کرنے سے دریغ نہ کیا۔

اگرچہ چھری ذبح نہ کر سکی اور پھر حکم الٰہی کے مطابق مینڈھا ذبح کر دیا گیا لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت ہو گی اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہر چیز قربان کر دینے کا کیسا جذبہ ہو گا کہ جس کی بدولت وہ اس مشکل ترین عمل سے بھی پیچھے نہ ہٹے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اس محبت واطاعت کا صلہ یوں دیا کہ اس عمل کو تمام مسلمانوں کے لیے مسنون قرار دے کر قیامت تک کے لیے

ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو جاری وساری کر دیا۔ لامحالہ ہم سے بھی اسلام صرف جانوروں کی قربانی نہیں چاہتا بلکہ اس جذبہ اطاعت اور خشیتِ الٰہی کو بھی اُجاگر کرنا چاہتا ہے جس کے ذریعے ہم اپنی ہر چیز بوقتِ ضرورت اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان کردینے کے لیے تیار ہوجائیں۔ اور یقیناً آج اسلام کو جانوروں کی قربانیوں سے کہیں زیادہ ہماری محبوب ترین اشیا یعنی مال، اولاد اور جان کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اس عمل کو محض ایک تہوار ورسم سمجھتے ہوئے تفاخر اور ریاء ونمود کا ذریعہ ہی نہ بنا ڈالیں کہ جس کے باعث ہمیں دنیا میں تو اسلامی شعائرو روایات اپنانے کا اعزاز مل جائے لیکن ہماری عقبیٰ تباہ وبرباد ہو کر رہ جائے بلکہ ہمیں چاہیے کہ اس عمل کے پیچھے چھپی اُس عظیم قربانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس قابل بنائیں جو ہمیں دنیاوی لہو ولعب اور مصنوعی عیش ونشاط سے نکال کر اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور ہر گوشہ رضائے الٰہی کی خاطر قربان کردینے کے لیے تیار کردے۔

قربانی کا معنی ومفہوم اور وجہ تسمیہ

لفظ قربانی 'قربان' سے مشتق ہے اور مصباح اللغات کی رو سے لغوی طور پر قُربان سے مراد

"ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے چاہے ذبیحہ ہو یا کچھ اور" (ص ٦٦٨)

صاحبِ قاموس فرماتے ہیں کہ "قُربان 'ضمہ' کے ساتھ یہ ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔" (القاموس المحیط: ص ١٢٧)

صاحب المعجم الوسیط فرماتے ہیں کہ "قربان ہر وہ چیز ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کیا جائے خواہ وہ ذبیحہ ہو یا اس کے علاوہ کچھ اور۔" (المعجم الوسیط: ص ٧٢٣)

بعض علما نے کہا ہے کہ لفظِ قربانی قرب سے مشتق ہے چونکہ اس عمل کے ذریعے قربِ الٰہی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، اسی لیے اسے قربانی کا نام دیا گیا ہے۔

اصطلاحی اعتبار سے قربانی سے مراد

"اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں وغیرہ میں سے کوئی جانور عید الاضحیٰ کے دن یا ایامِ تشریق میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنا ہے۔" (فقہ السنۃ از سید سابق: ٣٠/١٩٥)

قربانی کی مشروعیت

قربانی ابراہیم علیہ السلام اور محمد ﷺ دونوں کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان دونوں انبیا کی سنت اپنانے اور اتباع کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ (آلِ عمران: ٣١)

علاوہ ازیں قربانی کی مشروعیت کے مزید دلائل حسبِ ذیل ہیں:

① ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ {فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ} (الکوثر:۲)
''اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔''

② حضرت انس فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔'' (بخاری:۵۵۵۳)

③ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جس کے پاس وسعت وطاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی ہر گز نہ آئے۔'' (ابن ماجہ:۳۱۲۳)

④ حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے (جانور) ذبح کرلیا، وہ دوبارہ قربانی کرے۔'' (بخاری:۵۵۴۹)

⑤ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! بے شک ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی (کرنا مشروع) ہے۔'' (ابن ماجہ:۳۱۲۵)

⑥ امام ابن قدامہ فرماتے ہیں کہ
''مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اجماع ہے۔'' (المغنی: ج۱۳/ص۳۶۰)

قربانی کا حکم

اگرچہ اس کے حکم میں اختلاف ہے اور بعض علما نے صاحبِ استطاعت شخص کے لیے اسے واجب بھی قرار دیا ہے لیکن راجح بات یہ ہے کہ قربانی سنتِ موکدہ ہے اور یہ موقف محض راقم ہی کا نہیں بلکہ درج ذیل کبار علما بھی یہی موقف رکھتے ہیں:

ابن عمر کا فتویٰ ہے: هي سنة ومعروف ''یہ سنت ہے اور یہ امر مشہور ہے'' (بخاری:۵۵۴۵)

امام ترمذی کا فتویٰ: ''اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ قربانی واجب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے اور اسی پر عمل کرنا مستحب ہے اور امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (سنن ترمذی: بعد الحدیث:۱۵۰۶)

☞ وہ صورتیں جن میں قربانی واجب ہو جاتی ہے:

① اگر کوئی شخص نذر کے ذریعے اپنے اوپر قربانی واجب کرلے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایمان والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا

ہے کہ {يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ} (الدہر:٧) ''وہ نذر پوری کرتے ہیں۔''

اور ایک حدیث میں ہے کہ ''حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

''جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی نذر مانی، وہ اس کی اطاعت کرے (یعنی اس نذر کو پورا کرلے)۔'' (بخاری:٦٦٩٦)

② کسی جانور کے متعلق اگر یہ نیت کرلی جائے کہ یہ اللہ کے لیے ہے یا یہ صرف قربانی کے لیے ہے تو پھر اسے اللہ کے لیے قربان کرنا ضروری ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اب وہ وقف ہوچکا ہے اور وقف چیز کا حکم یہ ہے کہ نہ تو اسے فروخت کیا جاسکتا ہے، نہ اسے ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے وراثت میں تقسیم کیا جاسکتا ہے بلکہ اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی صرف کیا جائے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں ابن عمر ؓ کی حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔(دیکھئے مسلم:٤٢٢٤)

③ اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں شکار کے جانور کو قتل کر بیٹھا تو اس پر فدیہ کے طور پر قربانی لازم ہوجائے گی۔ (دیکھئے المائدۃ:٩٥)

④ حج تمتع یا حج قران کرنے والوں کے لیے بھی قربانی کرنا واجب ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: **فقہ الحدیث** از راقم اور **مناسکِ حج** از البانی

جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا، وہ کیا کرے؟

جیسا کہ گذشتہ سطور میں بیان کیا جاچکا ہے کہ قربانی سنتِ مؤکدہ ہے اور تقربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اس لیے جو قربانی کرسکتا ہے اسے ضرور قربانی کرنی چاہیے لیکن اگر کوئی اس کی طاقت ہی نہ رکھتا ہو تو یقیناً اسے قربانی نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ تو سنت ہے اور اگر انسان طاقت نہ ہونے کی وجہ سے فرض زکوٰۃ بھی ادا نہ کرے یا فرض حج بھی نہ کرے تب بھی اس پر بالاتفاق کوئی گناہ نہیں۔ ہاں ایسا شخص اگر قربانی کا اجر حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ذوالحجہ کا چاند طلوع ہونے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے، بلکہ عید کے روز تک انہیں مؤخر کردے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''مجھے یوم الاضحیٰ کو عید کا حکم دیا گیا ہے، اسے اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کیا: آپ مجھے بتلائیں کہ اگر میں قربانی کے لیے مؤنث دودھ دینے والی بکری کے سوا نہ پاؤں تو کیا اس کی قربانی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن تم اپنے بال

اور ناخن تراش لینا اور اپنی مونچھیں کاٹنا اور شرمگاہ کے بال مونڈ دینا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری مکمل قربانی ہوجائے گی۔'' (ابو داود:۲۷۸۹، کتاب الضحایا)

قربانی کی فضیلت

قربانی کی فضیلت میں مندرجہ ذیل روایت پیش کی جاتی ہے:

«ماعمل ابن آدم یوم النحر عملا أحب إلی اللہ من إراقة دم وإنها لتأتي یوم القیامة بقرونها وأظلافها وأشعارها وإن الدم لیقع من اللہ عزوجل بمکان قبل أن یقع علی الأرض فطیبوا بها نفسا»

''دس ذوالحجہ کو خون بہانے سے بڑھ کر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بہتر عمل نہیں کرتا۔ یہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت آئیں گے اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے ہاں اس کا ایک مقام ہوتا ہے سو تم یہ قربانی خوش دلی سے دیا کرو۔''

لیکن یہ روایت ثابت نہیں، کما قالہ الالبانیؒ (ضعیف ترمذی:۱۴۹۳) مزید تفصیل کے لیے: 'فضائل قربانی کی احادیث کا علمی جائزہ' از غازی عزیر (ماہنامہ محدث: ج ۲۳/ عدد ۳)

تاہم قربانی کی سنت پر عمل کا جو اجر وثواب اللہ تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے، وہ بہر حال قربانی کرنے والے کو ضرور ملے گا کیونکہ قربانی عبادت اور نیک عمل ہے اور ہر نیکی کے متعلق قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: {مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا} (الانعام:۱۶۰)

''جو شخص نیک کام کرے گا، اسے اس کا دس گنا (اجر) ملے گا۔''

قبولیتِ قربانی کی شرائط

① قربانی خالص اللہ کی رضا کے لیے کی جائے، کیونکہ قربانی عبادت ہے اور کوئی بھی عبادت اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک کہ خالصتاً اللہ کے لیے نہ کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ {وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ} (البینہ:۵)

''انہیں اسکے سوا کوئی حکم نہیں کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اور اس کیلئے دین کو خالص کریں۔''

اور حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إنما الأعمال بالنیات ''عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' (بخاری:۱)

علاوہ ازیں قربانی کے متعلق بالخصوص ایک آیت میں یہ الفاظ موجود ہیں: {قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ} (الانعام:۱۶۲) ''کہہ دیجیے! بے

شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔''

قربانی نہ تو غیر اللہ کے لیے جائز ہے اور نہ ہی ایسی جگہ پر درست ہے جہاں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو نیز ایسی قربانی بھی حلال نہیں جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے اپنے والدین پر لعنت کی، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جس نے زمین کی علامات تبدیل کردیں۔'' (مسلم:۱۴۱)

② پاکیزہ مال سے ہو، حرام مال سے نہ ہو۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

«أيها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا» (مسلم:۲۳۴۶)

''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔''

سود کی آمدن یا حرام مال سے کی ہوئی قربانی قبول نہیں ہوتی۔

(مسلم:۲۳۴۶، کتاب الزکوٰۃ اور مسلم:۵۳۵، کتاب الطہارۃ)

③ سنت کے مطابق ہو جیسا کہ اگر کوئی شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرلے تو اس کی قربانی قبول نہیں ہوگی۔ اس کا مفصل بیان آئندہ صفحات میں آئے گا۔

④ قربانی ایسے جانوروں کی نہ ہو جن جانوروں کی قربانی قبول نہیں ہوتی۔ اس کا بھی تفصیلی بیان آگے آئے گا۔

قربانی کا جانور کیسا ہو؟

ایسے جانوروں کی قربانی کی جائے جن پر **بهيمة الأنعام** کا لفظ بولا جاتا ہے، قرآن میں ہے

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾

''اور ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انہیں دے رکھے ہیں۔'' (الحج:۳۴)

بهيمة ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جو چار ٹانگوں والے ہوں خواہ پانی میں ہی ہوں جیسا کہ صاحبِ قاموس نے اس کی یہی وضاحت کی ہے۔ (القاموس المحیط: **بهم**) اور **أنعام** میں چار قسم کے نر اور مادّہ جانور شامل ہیں: ① اونٹ ② گائے ③ بھیڑ ④ بکری

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: تفسیر فتح القدیر: ۲/۲۱۰ اور تفسیر ابن کثیر: ۳/۱۰۰
علاوہ ازیں مذکورہ مویشیوں میں ہر ایک کا مُسِنّة (یعنی دوندا) ہونا بھی ضروری ہے، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو یا ایسا جانور میسر نہ ہو تو بھیڑ کا کھیرا بھی کفایت کر جاتا ہے جیسا کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

«لاتذبحوا إلا مسنة إلا أن يعسر عليكم فتذبحوا جذعة من الضأن» (مسلم: ۱۱۷)
''مُسِنّہ ہی ذبح کرو، الا یہ کہ تم پر تنگی ہو تو بھیڑ کا کھیرا ذبح کرلو۔''

یاد رہے کہ بھیڑ کے کھیرے کی اجازت کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہر حال میں اس کی قربانی جائز ہے جیسا کہ آج کل بعض مقامات پر قربانی کا جانور بیچنے والے یہی کہہ کر عوام کو جانور فروخت کررہے ہوتے ہیں کہ کھیرے کی قربانی بھی جائز ہے، حالانکہ اس کی قربانی صرف ایک خاص صورت (یعنی مجبوری وتنگ دستی) میں ہی جائز قرار دی گئی ہے اگر یہ صورت نہ ہو تو مُسِنّہ کے علاوہ کوئی جانور بھی کفایت نہیں کرے گا۔

☜ مُسِنّة (یعنی دوندا) ایسے جانور کو کہتے ہیں جس کے دودھ کے دانت گر چکے ہوں۔ امام نوویؒ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں کہ

المسنة هي الثنية من كل شيئٍ من الابل و البقر و الغنم فما فوقها و هذا تصريح بأنه لايجوز الجذع من غير الضان في حال من الأحوال

''مُسِنّہ اونٹ، گائے اور بکری وغیرہ میں سے دوندے کو کہتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ بھیڑ کے علاوہ کسی حالت میں کھیرا قربان کرنا جائز نہیں۔'' (شرح نووی: ۱۳/۹۹، نیل الاوطار: ۵/۲۰۲)

نیز واضح رہے کہ اونٹوں میں دوندا عمر کے پانچویں سال میں ہوتا ہے، گائے میں دوندا عمر کے تیسرے سال میں ہوتا ہے اور بکری میں دوندا عمر کے دوسرے سال میں ہوتا ہے اور کھیرا (جذعہ) بھیڑ کا وہ بچہ ہوتا ہے جو ایک سال کا ہو اور دوندا نہ ہو۔ لہٰذا اونٹ، گائے اور بکری میں دوندے سے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز نہیں، البتہ دنبے میں (کسی مجبوری کے وقت) دوندے سے کم عمر کے جانور کی قربانی بھی جائز ہے۔

مزید تفصیل کیلئے: 'جذعة من الضان کی تحقیق' از عبدالرحمن عزیز (محدث: ج۳۱/ عدد۳)

رسول اللہ ﷺ کا طرزِ عمل

① حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ «انكفأ رسول الله ﷺ إلى كبشين

أقرنين أملحين فذبحهما بيده» ''رسول اللہ ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔'' (بخاری:۵۵۵۴)

② حضرت ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ «کان رسول اللہ ﷺ یضحی بکبش أقرن فحیل ینظر في سواد ویاکل في سواد ویمشي في سواد» ''رسول ﷺ سینگ والا موٹا تازہ مینڈھا ذبح کرتے جس کی آنکھیں، منہ اور ٹانگیں سیاہ ہوتیں۔'' (ابو داود:۲۷۹۶)

③ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ ''نبی ﷺ نے کھڑے کھڑے سات اونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کیے اور مدینہ میں دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے ذبح کیے۔'' (ابو داود:۲۷۹۳)

کس جانور کی قربانی افضل ہے؟

☜ امام شوکانی ؒ کا فتویٰ: ''اور افضل قربانی وہ ہے جو زیادہ موٹی تازی ہو۔'' (الدرر البهية: كتاب الأضحية) ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ

''سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، پھر گائے کی اور پھر بکری کی۔'' (ایضاً: کتاب الحج)

☜ امام ابن قدامہ ؒ کا فتویٰ: ''قربانیوں میں افضل اونٹ ہے پھر گائے ہے پھر بکری ہے پھر اونٹ میں شریک ہونا ہے اور پھر گائے میں شریک ہونا ہے۔'' (المغنی:۱۳/۳٦٦)

☜ سعودی مجلس افتا کا فتویٰ: ''قربانیوں میں افضل اونٹ، پھر گائے پھر بکری اور پھر اونٹنی یا گائے کی قربانی میں شرکت ہے کیونکہ آپ ﷺ نے جمعہ کے متعلق فرمایا: ''جو پہلی گھڑی میں (مسجد میں) گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو دوسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو تیسری گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے ایک انڈہ قربان کیا۔''

اس حدیث میں محل شاہد اللہ تعالیٰ کی طرف تقرب میں اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریوں کے درمیان ایک دوسرے پر فضیلت کا وجود ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قربانی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور اونٹ قیمت، گوشت اور نفع کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہے۔ ائمہ ثلاثہ یعنی امام ابو حنیفہ ؒ،امام شافعی ؒ اور امام احمد ؒ بھی اسی کے قائل ہیں اور امام مالک ؒ نے فرمایا کہ (قربانی میں) افضل بھیڑ کا کھیرا ہے پھر گائے اور پھر اونٹ ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دو مینڈھے قربان کیے اور آپ ﷺ صرف افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کے

جواب میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ یقیناً آپ ﷺ بعض اوقات غیر افضل کام کو بھی امت پر نرمی کرنے کی غرض سے اختیار فرمالیا کرتے تھے کیونکہ وہ آپؐ کی اقتدا کرتے تھے اور آپؐ یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان پر مشقت ڈالیں لیکن آپ ﷺ نے اونٹ کی گائے اور بھیڑ بکریوں پر فضیلت بیان کر دی ہے جیسا کہ ابھی پیچھے گذرا ہے۔ واللہ اعلم (فتاویٰ اسلامیہ: ۳۲۰/۲)

❁ قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر موٹا کرنا مستحب ہے۔ (المغنی: ۳۶۷/۱۳، بخاری: ۵۵۵۳)

خصی جانور کی قربانی

خصی جانور کی قربانی جائز ہے اور اس کے دلائل حسب ذیل ہیں: ① حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو بڑے بڑے موٹے تازے سینگ والے، چتکبرے خصی مینڈھے خرید لاتے۔'' (ابن ماجہ: ۳۱۲۲) ② حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ''نبی ﷺ نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے خصی مینڈھے ذبح کیے۔'' (ابو داود: ۲۷۹۵)

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں کہ ''خصی جانور (قربانی میں) کفایت کر جاتا ہے کیونکہ نبی ﷺ نے دو خصی مینڈھے ذبح کیے۔'' (المغنی: ۳۷۱/۱۳) سید سابقؒ فرماتے ہیں کہ ''خصی جانور کی قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔'' (فقہ السنۃ: ۱۹۶/۳)

بھینس کی قربانی

شریعت نے ایسے جانور بطور قربانی ذبح کرنے کا حکم دیا ہے جن پر **بھیمۃ الأنعام** کا لفظ بولا جاسکتا ہو اور وہ جانور صرف اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری ہیں جیسا کہ پیچھے بیان کیا جاچکا ہے اس لیے صرف انہی جانوروں کی قربانی کرنی چاہیے اور بھینس کی قربانی سے اجتناب ہی بہتر ہے بالخصوص اس لیے بھی کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی بھینس کی قربانی ثابت نہیں ہے۔ تاہم بعض اہل علم اسے گائے کی نوع میں شمار کر کے قابل قربانی قرار دیتے ہیں۔ واللہ اعلم!

کن جانوروں کی قربانی جائز نہیں؟

① حضرت براء بن عازبؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أربع لاتجوز في الأضاحي: العوراء بيّن عورها والمريضة بين مرضها والعرجاء بين ظلعها والكسير التي لاتنقي» (ابو داود: ۲۸۰۲)

”چار جانور قربانی میں جائز نہیں: واضح طور پر آنکھ کا کانا، ایسا بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو، اور ایسا کمزور جس میں چربی نہ ہو۔“

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ «أمرنا رسول اللهﷺ أن نستشرف العین والأذن» ”رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح دیکھیں۔“(ابوداود:۲۸۰۴)

اس بنا پر بیان کردہ اوصاف والے جانور کی قربانی ناجائز ہوگی۔

حاملہ جانور کی قربانی

حاملہ جانور کی قربانی جائز ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث اس پر شاہد ہے:

”حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پیٹ کے بچے کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا”اگر تم چاہو تو اسے کھالو“ اور مسددؒ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم اونٹنی ' گائے اور بکری ذبح کرتے ہیں تو ہم اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں کیا ہم اسے پھینک دیں یا اسے کھالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:”اگر تم چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہی ہے۔“ (ابوداود:۲۸۲۷)

اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ حاملہ جانور خواہ اونٹنی ہو، گائے ہو یا بکری ہو اسے قربانی کے لیے ذبح کیا جاسکتا ہے اور اس کے پیٹ کے بچے کو ذبح کیے بغیر کھانا درست ہے لیکن اگر طبعی کراہت کے پیش نظر اسے پھینک دیا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے صحابہ کو لازمی طور پر پیٹ کا بچہ کھانے کا حکم نہیں دیا بلکہ اسے ان کی طبیعت وچاہت پر ہی معلق رکھا۔

علاوہ ازیں بعض حضرات نے جو اس کی یہ تاویل کی ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے ”بچے کو بھی اسی طرح ذبح کرو جیسے اس کی ماں کو ذبح کرتے ہو۔“ یہ تاویل نہایت بے بنیاد ہے اور مذکورہ حضرت ابوسعید ﷺ کی حدیث ہی اس کا رد کردیتی ہے۔

قربانی کے جانور پر سوار ہونا

”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجا۔ اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجا۔ اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا افسوس! سوار بھی ہوجاؤ (ویلک آپ ﷺ نے) دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا۔“ (بخاری: کتاب الحج، باب رکوب البدن ۱۶۸۹، مسلم: ۳۲۲۳)

اس حدیث کی شرح میں مولانا داود رازؒ نقل کرتے ہیں کہ ”زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ

سائبہ وغیرہ جو جانور مذہبی نیاز نذر کے طور پر چھوڑ دیتے ان پر سوار ہونا معیوب جانا کرتے تھے۔ قربانی کے جانوروں کے متعلق بھی جو کعبہ میں لے جائی جائیں ان کا ایسا ہی تصور تھا۔ اسلام نے اس غلط تصور کو ختم کیا اور آنحضرت ﷺ نے بالاصرار حکم دیا کہ اس پر سواری کرو تا کہ راستہ کی تھکن سے بچ سکو۔ قربانی کے جانور ہونے کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ اسے معطل کر کے چھوڑ دیا جائے۔ اسلام اسی لیے دین فطرت ہے کہ اس نے قدم قدم پر انسانی ضروریات کو ملحوظ نظر رکھا ہے اور ہر جگہ عین ضروریات انسانی کے تحت احکامات صادر کیے ہیں۔ (شرح بخاری:۴۲/۳)

مزید اسی حدیث کے متعلق امام ترمذیؒ رقمطراز ہیں کہ

”حضرت انسؓ کی حدیث حسن صحیح حدیث ہے اور بے شک نبی ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں سے اہل علم کی ایک جماعت نے قربانی کے اونٹ پر سواری کی رخصت دی ہے جبکہ وہ شخص اس کی سواری کا محتاج ہو اور یہی قول امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحٰقؒ کا بھی ہے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ جب تک وہ شخص اسکی طرف مجبور نہ ہو جائے سواری نہ کرے۔“

(ترمذی: کتاب الحج، باب ماجآء فی رکوب البدنة)

کیا قربانی کا جانور فروخت کیا جا سکتا ہے؟

اگر انسان قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدے تو پھر اسے فروخت کرنا درست نہیں کیونکہ اب وہ جانور اللہ تعالیٰ کا ہو چکا ہے اب اسے صرف اللہ کے لیے قربان کرنا ہی ضروری ہے جیسے وقف شدہ مال کو نہ فروخت کرنا جائز ہے، نہ ہبہ کرنا جائز ہے اور نہ ہی وراثت میں تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ اسے اللہ ہی کے لیے صرف کرنا ضروری ہے۔ (مسلم:۴۲۲۴)

ہاں اگر اسے فروخت کرنے سے مقصود اسے تبدیل کرنا ہے تو درست ہے مثلاً اگر کوئی شخص بکری خرید لایا ہے لیکن پھر وہ اسے فروخت کر کے گائے خریدنا چاہتا ہے تو یہ درست ہے کیونکہ یہ افضل قربانی کی طرف پیشرفت ہے۔ اور اس صورت میں بھی فروخت کرنا جائز ہے کہ اگر جانور خریدنے کے بعد علم ہو کہ یہ بیمار ہے یا اس میں کوئی ایسا نقص ہے جس کی وجہ سے یہ قربانی کے قابل نہیں تو اسے فروخت کر کے دوسرا جانور خریدا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم

قربانی کرنے والا کن امور سے اجتناب کرے؟

جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ ذوالحجہ کا چاند دیکھنے کے بعد اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ جیسا کہ امّ سلمہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا رأيتم هلال ذي الحجة وأراد أحدكم أن يضحي فليمسك عن شعره وأظفاره»
(مسلم: ۳۶۵۵) ''جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے۔''

امام نوویؒ رقمطراز ہیں کہ ''حضرت سعید بن مسیب، امام ربیعہ، امام احمد، امام اسحاق، امام داؤد اور بعض اصحابِ شافعی رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ ایسے شخص پر اپنے بال اور ناخن میں سے کچھ بھی کاٹنا اس وقت تک حرام ہے جب تک کہ وہ شخص قربانی کے اوقات (ایام تشریق) میں قربانی نہ کرلے۔'' (شرح مسلم: ۷/۱۵۴، نیز دیکھئے المغنی: ۱۳/۳۶۲)

جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس کے لیے بال، ناخن کاٹنے کی ممانعت نہیں، تاہم اگر وہ بھی ان دنوں بال اور ناخن نہ کاٹے تو اسے بھی قربانی کا ثواب مل جاتا ہے۔ دیکھئے: حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ زیر عنوان ''جو قربانی کی طاقت نہ رکھے......'' (ابوداود: ۲۷۸۹)

جس کی طرف سے قربانی کی جارہی ہے کیا وہ بھی بال اور ناخن نہ کاٹے؟

شیخ ابن جبرین فرماتے ہیں کہ اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ''جب عشرہ ذوالحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کوئی شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے بال اور اپنے چمڑے (یعنی جسم) سے کچھ نہ کاٹے۔'' (اس حدیث میں) آپ ﷺ نے ایسے شخص کاذکر نہیں کیا جس کی طرف سے کوئی اور قربانی کررہا ہو لیکن بعض علما نے ایسے شخص کا (بال وغیرہ) کاٹنا بھی ناپسند کیا ہے جس کی طرف سے کوئی اور قربانی کررہا ہو اس کے ساتھ کہ ان میں سے جس نے کسی چیز کو کاٹا نہ تو اس پر کوئی فدیہ ہے، نہ اس کی قربانی باطل ہو گی اور نہ ہی اسے قربانی کرنے سے پیچھے ہٹنا چاہیے وہ ان شاء اللہ اس کی طرف سے قبول ہو جائے گی۔'' (فتاویٰ اسلامیہ: ج۲/ ص ۳۱۸)

قربانی کا وقت

قربانی کا وقت نماز عید کے بعد شروع ہوتا ہے اور جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی خواہ وہ کسی بھی علاقے میں ہو اس کی قربانی قبول نہیں ہو گی بلکہ اسے نماز عید کے بعد قربانی کے لیے دوسرا جانور ذبح کرنا پڑے گا۔ جیسا کہ براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا

''جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرلیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کے لیے جانور ذبح کرتا ہے اور جو نمازِ عید کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پالیتا ہے۔'' (بخاری: ۵۵۵۶ نیز ۵۵۴۹، ۵۵۶۰، ۵۵۶۱، ۵۵۶۲)

قربانی کتنے دنوں تک کی جاسکتی ہے؟

عید الاضحیٰ اور اس کے بعد تین دن یعنی تیرہ ۱۳/ذوالحجہ کی شام تک قربانی کی جاسکتی ہے کیونکہ عید الاضحیٰ کے بعد ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ کے دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔
(تفسیر احسن البیان: ص ۸۲، نیل الاوطار: ج ۳/ ص ۴۹۰)

اور تمام ایام تشریق کو ذبح کے دن قرار دیا گیا ہے اس کی دلیل مندجہ ذیل حدیث ہے: «عن جبیر بن مطعم‬ؓ عن النبی ﷺ: **کل أیام التشریق ذبح**» ''تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔'' (احمد: ج ۴/ ص ۸۲، صحیح ابن حبان: ۳۸۴۲، صحیح الجامع الصغیر: ۴۵۳۷)

اگرچہ اس حدیث کے منقطع ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے لیکن امام ابن حبانؒ نے صحیح ابن حبان میں اسے موصول بیان کیا ہے اور امام ہیثمیؒ نے بھی اس روایت کو مرفوع بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ احمد وغیرہ کے رجال ثقہ ہیں۔ (بلوغ الامانی للبنا: ج ۱۳/ ص ۹۴، ۹۵)

☜ **امام شوکانیؒ کا فتویٰ:** انہوں نے اس ضمن میں پانچ مختلف مذاہب ذکر کرنے کے بعد اس مذہب کو ترجیح دی ہے کہ «**أیام التشریق کلها أیام ذبح وهی یوم النحر وثلاثة أیام بعده**» ''سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں اور وہ دن یہ ہیں: یوم النحر اور اس کے بعد تین دن۔'' (نیل الاوطار: ج ۵/ ص ۱۲۵) حضرت جبیر بن مطعمؓ، حضرت ابن عباسؓ، عطاء، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز، سلیمان بن موسیٰ الاسدی، مکحول، شافعی، اور داود ظاہری رحمهم اللہ سے بھی یہی قول منقول ہے۔ (نیل الاوطار: ج ۳/ ص ۴۹۰، بیہقی: ج ۵/ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

البتہ بعض فقہاء نے یوم النحر کے بعد مزید صرف دو دنوں تک قربانی کی اجازت دی ہے ان کی دلیل حضرت ابن عمرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت انسؓ کا یہ اثر ہے: «**الأضحی یومان بعد یوم الأضحی**» ''قربانی یوم الاضحیٰ کے بعد دو دن ہے۔'' (موطا: ۲/ ۴۸۷، بیہقی: ج ۹/ ص ۲۹۷، شرح مسلم للنووی: ج ۷/ ص ۱۲۸) لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ پہلی حضرت جبیر بن مطعمؓ کی حدیث مرفوع یعنی رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور حضرت ابن عمرؓ وغیرہ کی روایت محض ان کا اپنا قول ہی ہے اس لیے پہلی حدیث کو ترجیح دی جائے گی نیز جس روایت میں ایک دن کم کا ذکر ہے، اس میں زیادتی کی نفی بھی نہیں ہے۔

کس دن کی قربانی افضل ہے؟

اکثر علما کا یہ موقف ہے کہ پہلے دن کی قربانی افضل ہے کیونکہ نبی ﷺ ہمیشہ اسی پر عمل پیرا رہے۔آپ ﷺ مدینہ میں دس سال رہے اور قربانی کرتے رہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے سو اونٹ قربان کیے۔ان سب قربانیوں میں آپ ﷺ کا ہمیشہ یہی معمول رہا کہ آپ ﷺ پہلے دن قربانی کرتے جیسا کہ احادیث سے بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ

«عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال قال النبی ﷺ إن أول ما نبدأ به في يومنا هذا نصلي ثم نرجع فننحر، من فعله فقد أصاب سنتنا» ''حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'آج (عید الاضحیٰ کے دن) کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آ کر قربانی کریں گے جو اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق عمل کرے گا۔'' (بخاری:۵۵۴۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ جس دن نماز عید پڑھتے اسی دن قربانی کرتے اور یہ بات دلیل کی محتاج نہیں کہ نماز عید پہلے دن ہی ادا کی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور حدیث سے بھی پہلے دن کی افضلیت معلوم ہوتی ہے «عن عبد الله بن قرط عن النبي ﷺ قال: إن أعظم الأيام عند الله يوم النحر ثم يوم الغد»

''حضرت عبد اللہ بن قرط ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنوں میں سب سے عظیم دن یوم النحر (یعنی عید الاضحیٰ کا پہلا دن) ہے پھر یوم الغد (یعنی دوسرا دن) ہے۔'' (ابو داود:۱۷۶۵)

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ آخری دنوں میں قربانی کرنے سے غرباء و مساکین کو زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے تو بعض علما نے اسے بھی پہلے دن کے برابر ہی قرار دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

قربانی کے گوشت اور کھال کے مسائل

قربانی کا گوشت کیسے تقسیم کیا جائے؟

بعض علمانے کہاہے کہ قربانی کا گوشت تقسیم کرنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ خود کھایا جائے، دوسرا حصہ اپنے اقربا اور دوست احباب وغیرہ کو کھلا دیا جائے اور تیسرا حصہ غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔ امام احمدؒ بھی اسی کے قائل ہیں۔

ان حضرات کی دلیل ابن عمر سے مروی یہ قول ہے کہ انہوں نے کہا کہ

''قربانیوں کا تیسرا حصہ تمہارے لیے ہے اور تیسرا حصہ تمہارے گھر والوں کے لیے ہے اور

تیسرا حصہ مساکین کے لیے ہے۔"(مزید تفصیل کیلئے،المغنی لابن قدامہ:ج۱۳/ ص۳۷۹)

اگرچہ علما نے اس تقسیم کو افضل کہا ہے لیکن یہ تقسیم ضروری نہیں ہے بلکہ حسبِ ضرورت حالات کے مطابق بھی گوشت تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی اگر فقراء ومساکین زیادہ ہوں تو زیادہ گوشت صدقہ کر دینا چاہیے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ اکثر وبیشتر لوگ خوشحال ہوں تو زیادہ گوشت خود بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسی طرح آئندہ ایام کے لیے ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ قرآن میں مطلقاً قربانی کا گوشت کھانے اور کھلانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے:

{وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ} (الحج:۳۶)

"قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانیاں مقرر کر دی ہیں، ان میں تمہیں نفع ہے پس انہیں کھا کر ان پر اللہ کا نام لو پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں (ذبح ہو جائیں تو) اسے (خود بھی) کھاؤ اور سوال نہ کرنے اور کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔"

ایک اور آیت میں ہے کہ "اپنے فائدے حاصل کرنے کے لیے آجائیں اور ان چوپایوں پر جو پالتو ہیں، ان مقررہ دنوں میں اللہ کا نام یاد کریں۔ پس تم خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیروں کو بھی کھلاؤ۔" درج بالا آیات سے معلوم ہوا کہ حسبِ ضرورت قربانی کا گوشت کھایا اور کھلایا جاسکتا ہے، البتہ تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے خاص مصلحت کے تحت ابتداے اسلام میں منع فرمادیا تھا جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

"حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے اوپر نہ کھائے۔" (مسلم:۵۱۰۰، کتاب الاضاحی)

لیکن پھر اس کی اجازت دے دی تھی جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ

"حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"تم میں سے جو قربانی کرے تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ ہو۔ پس اگلے سال صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا اس سال بھی ہم اسی طرح کریں جس طرح ہم نے گذشتہ سال کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا "کھاؤ اور کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔ بے شک اُس سال لوگ مشقت میں تھے تو میں نے ارادہ کیا کہ تم ان کی مدد کردو۔" (بخاری:۵۵۶۹، کتاب الاضاحی)

مذکورہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین یا دو حصے بنا کر

تقسیم کرنا ضروری نہیں بلکہ حالات کے مطابق کسی بھی طریقے سے گوشت کھایا اور کھلایا جاسکتا ہے اور ذخیرہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ

''تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنا جائز ہے۔'' (المغنی: ج۱۳/ ص۳۸۱)

کیا غیر مسلم کو قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے؟

غیر مسلم اگر مستحق ہو تو اسے بھی تالیفِ قلب کے طور پر قربانی کا گوشت دیا جاسکتا ہے۔

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ: ''اور یہ جائز ہے کہ کوئی قربانی کے گوشت سے کسی کافر کو کھلائے اور امام حسنؒ، امام ابوثورؒ اور اصحاب الرائے بھی اسی کے قائل ہیں۔'' (المغنی: ج۱۳/ ص۳۸۱)

سعودی مجلس اِفتا کا فتویٰ: ''قربانی میں مستحب یہ ہے کہ اس کے گوشت کے تین حصے بنائے جائیں: ایک تہائی قربانی کرنے والے کے لیے، ایک تہائی اس کے دوست احباب کے لیے، اور ایک تہائی مساکین کے لیے اور اس سے کافر کو دینا بھی جائز ہے اس کے فقر کی وجہ سے، یا اس کی قرابت داری کی وجہ سے، یا اس کی ہمسائیگی کی وجہ سے، یا اس کی تالیفِ قلب وجہ سے۔'' (فتاویٰ اسلامیہ: ج۲/ ص۳۲۴)

قربانی کی کھالوں کا مصرف

قربانی کی کھالوں کا بھی وہی مصرف ہے جو قربانی کے گوشت کا ہے یعنی جیسے قربانی کا گوشت خود بھی کھایا جاسکتا ہے، دوسروں کو بھی کھلایا جاسکتا ہے اور صدقہ بھی کیا جاسکتا ہے اسی طرح کھال کو خود بھی استعمال کیا جاسکتا ہے کسی دوسرے کو بھی استعمال کے لیے دی جاسکتی ہے اور صدقہ بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ اس کے استعمال کا کوئی الگ طریقہ کتاب وسنت میں موجود نہیں، بلکہ کتبِ احادیث میں ہے کہ صحابہ کرام قربانی کے جانور کی کھال کا مشکیزہ بنا کر اسے گھر میں استعمال کرلیتے تھے۔ (مسلم؛۵۱۰۳)

کیا قربانی کا گوشت یا کھال فروخت کی جاسکتی ہے؟

نہ تو قربانی کا گوشت فروخت کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس کی کھال فروخت کی جاسکتی ہے کیونکہ شریعت نے انہیں استعمال کرنے کا جو طریقہ بتلایا ہے فروخت کرنا اس میں شامل نہیں۔

امام ابن قدامہؒ کا فتویٰ: ''من جملہ قربانی کی کسی چیز کو بھی فروخت کرنا جائز نہیں

نہ تو اس کا گوشت اور نہ ہی اس کا چمڑا خواہ قربانی واجب ہو یا نفلی ہو کیونکہ وہ ذبح کے ساتھ متعین ہو چکی ہے۔'' (المغنی: ج ۱۳/ ص ۳۸۲)

امام احمدؒ کا فتوی: ''وہ اسے (یعنی قربانی کے جانور کو) فروخت نہیں کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی چیز (گوشت یا کھال وغیرہ) فروخت کر سکتا ہے اور (امام احمدؒ) مزید فرماتے ہیں کہ 'سبحان اللہ' وہ اسے کیسے فروخت کر سکتا ہے جبکہ وہ اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے مقرر کر چکا ہے۔'' (ایضاً)

کیا قربانی کا گوشت یا کھال قصائی کو بطور اُجرت دی جا سکتی ہے؟

ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے جیسا کہ

''حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں ان قربانی کے جانوروں کے جھول اور ان کے چمڑے صدقہ کردوں جن کی قربانی میں نے کردی تھی۔''

(بخاری: ۱۷۰۷، کتاب الحج، باب الجلال للبدن)

اور صحیح مسلم میں ہے کہ ''حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کی قربانیوں کی نگرانی کروں اور میں ان قربانیوں کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جلیں صدقہ کردوں اور ان سے (کچھ بھی) قصائی کو نہ دوں۔''

اور حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ''ہم اسے (قصائی کو) اپنے پاس سے (معاوضہ) دیا کرتے تھے۔'' (مسلم: ۳۱۸۰، کتاب الحج)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے جانوروں کی ہر چیز حتی کہ جل تک بھی صدقہ کر دی جائے اور قصائی کو ان میں سے اُجرت میں کچھ نہ دیا جائے بلکہ اُجرت علیحدہ دینی چاہیے۔

دوسروں کی طرف سے قربانی

زندہ افراد کی طرف سے قربانی

اپنے علاوہ دیگر زندہ افراد کی طرف سے قربانی کرنا بالاتفاق جائز ومباح ہے اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے کہ ''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔'' (بخاری: ۵۵۴۸) ایک اور حدیث میں ہے کہ

''عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کیسے ہوتی تھی تو انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ کے

زمانے میں آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربان کرتا تھا، وہ (اسے) کھاتے اور کھلاتے تھے۔" (ترمذی:۱۵۰۵، کتاب الاضاحی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی زندہ افراد یعنی گھر والے یا دوست احباب وغیرہ کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو جائز ہے۔

میت کی طرف سے قربانی

اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ قربانی تو زندہ افراد کی طرف سے کی جائے لیکن اس میں فوت شدگان کو بھی شریک کرلیا جائے، یہ جائز ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے جانور ذبح کرتے وقت فرمایا: "اللہ کے نام کے ساتھ اے اللہ! محمدؐ، آلِ محمدؐ اور اُمتِ محمد کی طرف سے (اسے) قبول فرما۔" (مسلم:۵۰۹۱، کتاب الاضاحی)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے جانور قربان کرتے وقت فرمایا:

«بسم الله و الله أكبر عن محمد ﷺ وأمة من شهد الله بالتوحيد و شهد لي بالبلاغ»

"اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ سب سے بڑا ہے، (یہ جانور) محمد کی طرف سے اور اس کی اُمت میں سے جس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دی اور میرے لیے پیغام پہنچانے کی گواہی دی، کی طرف سے (قبول فرما)۔" (ارواء الغلیل:ج۴/ص۲۵۱)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے قربانی میں اپنے گھر والوں کے ساتھ پوری اُمت کو بھی شریک کیا اور یقیناً اس وقت آپ ﷺ کی اُمت کے کئی افراد فوت ہوچکے تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اپنی قربانی میں فوت شدگان کو بھی شریک کیا جاسکتا ہے۔

☜ **شیخ ابن بازؒ کا فتوی:** شیخ ابن بازؒ نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہے:

"قربانی زندہ اور مردہ کی طرف سے مشروع ہے کیونکہ نبی ﷺ مدینہ میں ایک بکری اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربان کرتے تھے، حالانکہ اُن میں بعض فوت ہوچکے تھے جیسے حضرت خدیجہؓ اور آپ ﷺ کی دو بیٹیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ اور اس لیے بھی مشروع ہے کہ یہ صدقہ اور قربت ہے پس یہ بقیہ صدقات کے مشابہ ہو گئی اور یہ زندہ افراد کی طرف سے زیادہ مؤکد ہے آپ ﷺ کے فعل کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے اِس قول کی وجہ سے کہ "جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ اپنے بالوں اور اپنے ناخنوں سے کچھ نہ کاٹے۔" اسے امام مسلمؒ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت اُمّ سلمہؓ کی حدیث سے تخریج کیا ہے۔" (فتاویٰ اسلامیہ:ج۲/ص۳۲۱)

☜ **شیخ ابن عثیمینؒ کا فتویٰ:**

''میت کے لیے قربانی کی دو قسمیں ہیں:

① (پہلی) یہ کہ شرعی قربانی ہو اور وہ یہ ہے کہ جو عیدالاضحیٰ میں اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ذبح کی جاتی ہے اور اس کا ثواب میت کے لیے مقرر کردیا جاتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس سے بھی افضل یہ ہے کہ انسان اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے قربانی کرے اور اس کے ساتھ زندہ اور فوت شدہ (افراد) کی بھی نیت کرلے تو تبعاً میت بھی اس میں شامل ہوجائے گی کیونکہ نبی ﷺ نے صرف اپنے گھر کے فوت شدگان میں سے کسی کی طرف سے قربانی نہیں کی۔ آپ ﷺ کی تین بیٹیاں: زینب، امّ کلثوم اور رقیہ رضی اللہ عنہن فوت ہوئیں لیکن آپ ﷺ نے ان کی طرف سے قربانی نہیں کی اور اسی طرح خدیجہؓ جو آپ کو بیویوں میں سب سے زیادہ محبوب تھیں، آپ نے ان کے لیے بھی قربانی نہیں کی، اور اسی طرح آپ کے چچا حضرت حمزہؓ جو جنگِ اُحد میں شہید کردیے گئے، آپ نے ان کی طرف سے بھی قربانی نہیں کی۔ ہاں! لیکن آپ ﷺ نے اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں [مجموعی طور پر، زندہ یا فوت شدہ] کی طرف سے قربانی کی ہے۔''

② ''غیر عیدالاضحیٰ میں میت کی طرف سے جانور ذبح کرنا جیسا کہ بعض جاہل لوگ ایسا کرتے ہیں کہ میت کے لیے اس کی وفات کے ساتویں روز جانور ذبح کیا جاتا ہے یا اس کی وفات کے چالیسویں روز، یا اس کی وفات کے تیسرے روز، یہ بدعت ہے اور جائز نہیں کیونکہ یہ ایسے بے فائدہ کام میں مال کا ضیاع ہے جس میں نہ تو دینی فائدہ ہے اور نہ دنیاوی، بلکہ دینی نقصان میں (مال کا ضیاع ہے) اور تمام بدعتیں گمراہی ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔'' (واللہ الموفق) (فتاویٰ منار الاسلام: ج۲/ ص۴۱۱)

☜ جہاں تک صرف میت کی طرف سے قربانی کرنے کا تعلق ہے تو بقول شیخ ابن عثیمین اس سے اجتناب ہی بہتر ہے، جبکہ دیگر اہل علم مثلاً علامہ ابن تیمیہ، امام بغوی وغیرہ اس کے جواز کے بھی قائل ہیں۔ (فتاویٰ: ۲۶/ ۳۰۶ اور شرح السنہ: ۴/ ۳۵۸)

کیا مقروض شخص قربانی کرسکتا ہے؟

شریعت سے کوئی ایسی دلیل نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ مقروض شخص قربانی نہیں کرسکتا، ہاں اتنا ضرور ہے کہ قرض لینے کے بعد اسے جلد از جلد اتارنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر مقروض شخص قربانی کرے گا تو اس کی قربانی قبول نہیں

ہو گی بلکہ قربانی عبادت ہے اور نبی ﷺ کی سنت ہے اس لیے اگر مقروض شخص بھی قربانی جیسی عبادت کے ذریعے تقربِ الٰہی حاصل کر سکتا ہے تو اسے ضرور ایسا کرنا چاہیے۔(واللہ اعلم)

جانور کو ذبح کرنے کے مسائل

❀ عید گاہ میں قربانی کی جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ «كان رسول الله يذبح وينحر بالمصلى» ''رسول اللہ ﷺ (قربانی) ذبح اور نحر عید گاہ میں کیا کرتے تھے۔'' (بخاری:۵۵۵۲)

❀ جانور قبلہ رخ لٹانا چاہیے جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا نبی ﷺ نے قربانی کے دن سینگ والے دو چتکبرے، خصی مینڈھے ذبح کیے پس جب آپ ﷺ نے انہیں قبلہ رخ کیا۔ (ابو داود: کتاب الضحایا،۲۷۹۵)

❀ جانور ذبح کرتے وقت اس کے پہلو پر پاؤں رکھنا سنت سے ثابت ہے جیسا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ «ضحى النبى !بكبشين أملحين فرأيته واضعا قدمه على صفاحهما» ''نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی، میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے پاؤں ان جانوروں کے پہلوؤں پر رکھے ہوئے ہیں۔'' (بخاری:۵۵۵۸)

❀ قربانی کے لئے چھری خوب تیز کرنا چاہئے:

① حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ایک اپنی چھری تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔'' (ابو داود:۲۸۱۴)

❀ چھری چلانے سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے مختلف دعائیں ثابت ہیں:

① بروایتِ حضرت انسؓ: بِسمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکبَرُ: (بخاری:۵۵۶۵)

② بروایت جابرؓ: «بِسمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکبَرُ هَذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي» (ابو داود:۲۸۱۰)

③ بروایت عائشہؓ: «اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ» (مسلم:۱۹۶۷)

④ «وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِىْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَاىَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ»
(ابو داود:۲۷۹۵)